مکتوب خاص

''پی ای ایف'' کے صدر کے خط کا جواب

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم

ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' کے گزشتہ ماہ ربیع الاول کے شمارے میں صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم العالیہ کا ایک نہایت فکر افروز مضمون ''مدارس دینیہ اور پاکستانی معاشرے کے لیے بڑھتے خطرات'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکابر و اسلاف علماء دیوبند کے تتبع میں اس احقاق حق پر ملک بھر کے مختلف حلقوں کی جانب سے تحسین آمیز تاثرات کا تانتا بندھ گیا۔ حضرت صدر وفاق دامت برکاتہم کے خاص مضمون کو محبین نے اپنے طور پر مختلف ذرائع سے عام کیا، اور اس کی وسیع پیانے پر اشاعت کی۔ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم، جمعیت علماء اسلام (س) کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم نے حضرت صدر وفاق کو خط لکھ کر اس مضمون کے مندرجات کی تائید کی، انہوں نے لکھا کہ:

''ماہ نامہ وفاق کے تازہ شمارہ میں آپ کا مدارس دینیہ کے بارے میں پر مغز اداریہ پڑھ کر دل باغ باغ ہوا، آپ نے عملاء یہود و نصاریٰ کا مدارس کے بارہ میں سیاہ چہرہ اور مکروہ عزائم کو بے نقاب کیا، یہ وقت کی اہم ضرورت تھی، ہر ہر سطر میرے دلی جذبات کی غماز ہے، اس ضعف و نقاہت میں اللہ تعالیٰ آپ سے کام لے رہا ہے، حق تعالیٰ سایہ قائم رکھے۔ اس عریضہ کا مقصد یہ ہے کہ اس مضمون کو قومی پریس بشمول انگریزی اخبارات میں شائع کروایا جائے اور تمام مجلات و رسائل میں بھی اس کی اشاعت کی جائے، اور اس کے لیے پوری کوششیں بروئے کار لائی جائیں۔ باطل کا کریہہ اور سیاہ چہرہ اور عزائم اس سے آشکارا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بایں فیض و برکت طویل عمر صحت و عافیت سے نوازے۔''

جمعیت علماء اسلام (ف) کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم کراچی آمد کے موقع پر حضرت صدر وفاق دامت برکاتہم کے ہاں جامعہ فاروقیہ خود ملاقات کے لیے آئے اور انہوں نے ماہ نامہ وفاق میں شائع شدہ مذکورہ مضمون کی مکمل تائید کرتے ہوئے کہا کہ ''آپ نے صدر وفاق ہونے کا حق ادا کر دیا۔'' انڈیا سے حضرت مولانا اسجد مدنی صاحب مدظلہم نے حضرت صدر وفاق دامت برکاتہم کا صدائے وفاق پڑھنے کے بعد کہا: ''بے حد خوشی ہوئی، معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ابھی زندہ ہیں'' علاوہ ازیں کئی دیگر جید علماء کرام نے زبانی طور پر اور خطوط کے ذریعے اس خاص مضمون کی تائید کی۔

کچھ دن قبل حضرت صدر وفاق دامت برکاتہم العالیہ کے نام پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے صدر جناب اظہر حسین صاحب کا خط آیا جس میں ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کے اہداف و مقاصد اور عملی سرگرمیوں کا تعارف کرایا گیا تھا۔ اپنے خلاف پرنٹ اور سوشل میڈیا میں چلنے والی مہم کا ذکر کیا، نیز خط میں اعتراف کیا گیا کہ مذکورہ رپورٹ کے لیے ''ادارہ امن و تعلیم پاکستان'' کے ریسرچ اسٹاف

نے ابتدائی تحقیق کا کام کیا تھا، تاہم امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی جانب سے شائع حتمی رپورٹ میں چند باتوں کا اضافہ کیا گیا اور یہ لکھ دیا گیا کہ بین المسالک ہم آہنگی کے لیے درسی کتابوں سے اسلام کے بطور واحد صحیح دین بیان کرنے کو ختم کیا جائے۔ خط میں اس موقف کا اظہار کیا گیا کہ ''اس غلطی کو تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں کہ ادارہ کی جانب سے اس رپورٹ کے آخری مسودہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا'' خط میں دعوی کیا گیا'' کہ اس رپورٹ میں ادارے کی جانب سے کسی بھی مقام پر اسلام کی حقانیت اور اسلامی تعلیمات پر کسی قسم کی بات نہیں کی گئی۔''

جن احباب نے ''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس'' نامی رپورٹ کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ اس میں محض جزوی طور پر قابل اعتراض مواد شامل نہیں بلکہ پوری رپورٹ ہی اپنے مندرجات کی وجہ سے قابل تشویش ہے۔ مذکورہ رپورٹ کا مسودہ منظر عام پر آنے کے بعد عوامی ردعمل کے باعث ویب سائٹ سے ہٹا دیا گیا مگر اکثر ایسا ہوا ہے کہ پس پردہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کام جاری رہتا ہے۔ چناں چہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم العالیہ نے پیرانہ سالی کے باوجود ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کے صدر کے خط کا جواب املاء کروایا، یہ جواب مدلل بھی ہے اور مُسکت بھی۔ اس جواب کے بین السطور حضرت صدر وفاق المدارس العربیہ دامت برکاتہم نے صرف مدارس دینیہ اور پاکستان نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا مقدمہ نہایت دل سوزی اور دردمندی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ بایں وجہ اس جواب کو افادۂ عام کے لیے ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' میں شائع کیا جارہا ہے۔

جناب اظہر حسین صاحب!......آداب وتسلیمات!

چند روز قبل آں جناب کا ایک مراسلہ موصول ہوا، یاد فرمائی کا بہت شکریہ۔

پیس اینڈ ' ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تعارف اور اس تنظیم کی جانب سے وضاحت کے مطالعے کا موقع ملا۔ یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی تنظیم پاکستان میں تشدد، بدامنی، تعصبات کے خاتمے؛ اور امن کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ بر سر زمین حقائق بھی آپ کے اس دعوے کی تصدیق کرتے۔ ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے ساتھ آپ کے تعاون کا اعتراف ہی ہمیں اپنی رائے متعین کرنے کے لیے کافی ہے۔

ہمارا ایک مضمون آپ ہی کی تنظیم کی تیار کردہ رپورٹ کی بنیاد پر ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' میں شائع ہوا، اور ظاہر ہے کہ وہی مضمون آپ کی جانب سے ہمیں مخاطب کیے جانے کا سبب بنا ہے۔ آپ کے مراسلے کے جواب میں چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض ہیں:

(۱) ہم نے اپنے مضمون میں کوئی بات بے بنیاد نہیں لکھی۔ کوشش کی گئی کہ جن نکات کو ہم نشان زد کر رہے ہیں ان کے صفحہ نمبر بھی درج کرتے جائیں۔ رہی یہ بات کہ مذکورہ رپورٹ بغیر کسی ایڈیٹنگ کے یا غلط ایڈیٹنگ کر کے یا چند نامناسب باتیں شامل کر کے www.uscirf.gov پر ڈال دی گئی، اور بعد میں آپ کے احتجاج پر یہ رپورٹ

ہٹادی گئی۔ یہ دراصل آپ اور ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کا آپس کا معاملہ ہے۔ہم نے دستیاب رپورٹ کو سامنے رکھتے ہوئے ہی اپنی بات کہی تھی۔

(۲) ہمارے سامنے از سر نو جائزہ لیے جانے کے بعد جاری ہونے والی رپورٹ نہیں آسکی۔ آپ کے مراسلے سے مترشح ہوتا ہے کہ اس رپورٹ میں کوئی زیادہ قابل اعتراض بات نہیں۔ ہاں رپورٹ کا وہ جملہ قابل اعتراض ہے جو دین اسلام کے واحد صحیح دین ہونے سے متعلق ہے، حالاں کہ ہم نے اپنے مضمون میں ایسے دس (۱۰) نکات کی نشان دہی کی ہے۔ جبکہ دسواں نکتہ مزید چھ نکات پر مشتمل ہے؛ جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ نظریۂ پاکستان کیوں پڑھایا جاتا ہے؟ (ص:۶،۲۸)

۲۔ نصاب میں اسلام کو پاکستان کی کلیدی خصوصیت اور پاکستانی شناخت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ص:۷)

۳۔ پبلک اسکولوں میں پڑھائی جانے والی کتب میں صرف اسلام کو ہی واحد، جائز اور منطقی مذہب کیوں قرار دیا گیا ہے؟ (ص:۵)

۴۔ اسکول کے بچوں کو یہ کیوں پڑھایا جاتا ہے کہ ''اسلامی مذہب، ثقافت اور سماجی نظام غیر مسلموں سے مختلف ہیں۔'' (ص:۱)

۵۔ اس بات پر شدید قلق کا اظہار کیا گیا ہے کہ غازی علم دین شہید کا تذکرہ نصابی کتب میں کیوں موجود ہے؟ (ص:۳۰)

۶۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کا تذکرہ طالب علموں کو تشدد پر ابھارتا ہے۔ (دیکھیے عنوان ''جنگ اور تشدد کی ستائش'' ص:۷)

۷۔ یہ رپورٹ اس بات پر بھی اپنی خفگی کا اظہار کرتی ہے کہ نصابی کتابوں میں عیسائیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ (ص:۵)

۸۔ ''پی ای ایف'' کی رپورٹ میں اس بات پر بھی شدید اعتراض کیا گیا ہے کہ انگریز کے برصغیر پر تسلط، عیسائی پادریوں اور مشنریوں کی سرگرمیوں کو نصابی کتب میں منفی طور پر کیوں پیش کیا گیا ہے۔ (ص:۸،۳۲)

۹۔ رپورٹ میں جگہ جگہ بھارت کی نہ صرف بے جا حمایت کی گئی ہے بلکہ بھارت کے متعلق پاکستان کے دیرینہ موقف کو تعصب اور جہالت پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے ص:۵،۶،۷،۹،۲۷)

۱۰۔ ''نصاب کی تیاری کے لیے تجاویز'' کے عنوان سے ''پی ای ایف'' نے جو ہدایات بعنوان ''تجاویز'' (ص:۱۰) دی ہیں وہ کچھ یوں ہیں:

☆...... تمام پاکستانیوں کو فراہم کی گئی مذہبی آزادی کی آئینی ضمانتیں درسی کتابوں میں ظاہر کرنی چاہییں۔

☆......طالب علموں کو ایسا مواد بالکل نہیں پڑھانا چاہیے جو کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر برتر ثابت کرے۔

☆......اسلام کا بطور واحد صحیح ایمان ہونے کو درسی کتابوں سے ختم کیا جانا چاہیے۔

☆......''منفی تلقین'' ختم ہونی چاہیے۔

☆......پاکستان میں پرامن بقائے باہمی اور مذہبی تنوع کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔

☆......درسی کتب میں اقلیتی گروپوں کے نامور افراد کی مثالیں بھی شامل کی جانی چاہییں۔(ص:۱۰)

آپ کا مراسلہ ان نکات کے متعلق آپ کے موقف کے بارے میں بالکل خاموش ہے۔کیا اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ آپ کو مذکورہ رپورٹ کے مندرجات سے کلیتاً انکار نہیں ہے۔

(۳) آپ نے علماء کرام وائمہ مساجد اور مذہبی رہنماؤں کے تعاون کا ذکر کیا ہے۔ایک ایسی فہرست بھی آپ کی بھیجی گئی کتاب میں شامل ہے۔اوّلاً یہ تعاون مذکورہ رپورٹ کی اشاعت سے قبل کا ہے۔ثانیاً اسی فہرست میں شامل بعض نامور حضرات اس حوالے سے اپنا احتجاج ریکارڈ کرا چکے ہیں۔جناب مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا نام اس باب میں نمایاں ہے۔

(۴) مذکورہ رپورٹ جس کے متعلق آپ کا دعویٰ ہے کہ اس میں ادارہ امریکی کمیشن برائے مذہبی آزادی کی جانب سے چند باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے؛ البتہ آپ اپنے خط ہی میں اعتراف کرتے ہیں کہ:......''مذکورہ رپورٹ جس کا مقصد محض پاکستان کے سرکاری تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی درسی کتب میں ریاست پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کے آئینی حقوق کے حوالے سے عدم برداشت کے رجحانات کی نشان دہی کرنا تھا، کی ابتدائی تحقیق ادارہ کے ریسرچ اسٹاف نے کام کیا''......اور آپ حضرات کے کام کی نوعیت وکیفیت اس رپورٹ کی سطر سطر سے واضح ہے۔اس رپورٹ کا عنوان ہی آپ کی اصل سوچ کی غمازی کرتا ہے۔اس رپورٹ کے مطابق آپ کو پاکستان کے عصری اداروں کے نصاب میں نظریہ پاکستان، اسلامی ثقافت، غازی علم دین شہید، محمود غزنوی، محمد بن قاسم کا تذکرہ تو برداشت نہیں مگر اقلیتوں کے نامور افراد کا تذکرہ نصاب میں شامل کرنے پر اصرار ہے۔

(۵) آں جناب نے ہمیں جو پریس ریلیز ارسال کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ رپورٹ میں کی گئی تحقیق کا مقصد آئین پاکستان میں غیر مسلموں کو دی گئی مذہبی آزادی کا سرکاری تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی نصابی کتب کی روشنی میں جائزہ لینا تھا۔آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۔جو مذہب اور تعلیمی اداروں کی بات کرتا ہے، کے مطابق ''کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت پر مجبور نہیں کیا جائے گا......الخ''

ٹھیک ہے مان لیا کہ کسی ہندو، سکھ، عیسائی یا قادیانی بچے کو چھوٹ ہونی چاہیے کہ اسے مسلمانوں کی مذہبی تعلیم پر مجبور نہ کیا جائے، لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے اسلامی اور ملی عقائد ونظریات، اقدار اور اپنی روشن تاریخ پر مبنی نصاب ترتیب نہ دیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر نظریہء پاکستان بھی پڑھایا جائے گا۔ قیام پاکستان کے اسباب کا ہندو مسلم تناظر میں ذکر بھی ہوگا۔ اسلامی تاریخ کی نادرروزگار شخصیات کا تذکرہ بھی کیا جائے گا۔ اسلامی تعلیمات کی تدریس جو ہمارے بچوں کا بالکل جائز حق ہے، اس کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔

(۶) مزید برآں پوری رپورٹ پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے پاکستان میں اقلیتوں کے حوالے سے بہت گھمبیر صورت حال پائی جاتی ہے، حالاں کہ یہاں ایسی کوئی کیفیت نہیں۔ اقلیتوں کے لیے عدم برداشت یا عدم تحفظ محض ایک مفروضہ ہے۔ ہاں صورت حال اس وقت بگڑتی ہے جب خود اقلیتیں اپنے آئینی حقوق سے تجاوز کرتی ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اقلیتوں، خصوصاً مسلمانوں کو انسانی حقوق کے علم بردار اور محافظ ممالک جرمنی، فرانس، انگلینڈ اور امریکا میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ امریکا میں مسٹر ٹرمپ کی کامیابی مسلمانوں اور دیگر پسماندہ اقلیتوں سے نفرت ہی کی مرہون منت ہے۔ کیا یہ اچھنبے کی بات نہیں کہ اقلیتوں کے غم میں گھلے جانے والا امریکی معاشرہ خود عدم برداشت کا شکار ہو چکا ہے؟ مغربی دنیا میں آئے روز مساجد پر حملے ہو رہے ہیں۔ راہ چلتی نقاب پوش خواتین پر سرعام طنزیہ جملے کسے جاتے ہیں۔ وہاں مسلمان بچوں کو اپنے دینی عقائد ونظریات کے برعکس تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ آخر ''انسانی حقوق'' کے محافظ ممالک میں یہ روش کیوں پائی جاتی ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اس رپورٹ کے مندرجات بجائے خود عدم برداشت اور نفرت کے اظہار پر مبنی ہیں؛ اور یہ سینوں میں دبے عزائم ہیں جو زبانوں پر آگئے ہیں۔ ان مندرجات کے منظر عام پر آنے کے بعد کوئی بھی غیرت مند مسلمان خاموش نہیں رہ سکتا۔ ہم نے بھی اپنے منصبی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنی قوم کو آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔

یہاں تک تو بات تھی رپورٹ کے حوالے سے، ہم مزید کچھ عرض کرنا چاہیں گے!

(الف) ☆......آپ حضرات کا ادارہ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے ساتھ تعاون اور تعامل رہتا ہے، آپ یہ فرمائیے کہ پچھلے دنوں سندھ اسمبلی میں غیر مسلموں کے قبول اسلام پر قدغن لگانے کے لیے ایک بل پاس ہوا ہے، یہ صراحتاً آپ کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے قانون کے خلاف ہے، آپ حضرات نے اس پر کیا ردعمل دیا؟

☆......اسی طرح جرمنی میں شامی اور افریقی مسلمان مہاجرین کو زبردستی عیسائی بنایا جا رہا، اور اس طرح کی خبریں تواتر سے آرہی ہیں، آپ کا سرپرست ادارہ اس سلسلے میں کیا موقف رکھتا ہے؟ اگر کسی کو زبردستی مسلمان بنانے پر مذہبی آزادی خطرے میں پڑ جاتی ہے تو کسی مسلمان کو زبردستی عیسائی بنانے پر خاموشی کے کیا معنیٰ ہیں؟

☆......روہنگیا مسلمانوں پر میانمار حکومت نے عرصہء حیات تنگ کیا ہوا ہے، وہاں کی بدھسٹ گورنمنٹ مسلمانوں کو قطعاً برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں آپ کا ادارہ اس سلسلے میں کیا رائے رکھتا ہے؟

(ب) آپ نے اپنے ادارے کی شائع کردہ کتاب ''تعلیم امن اور اسلام'' مطالعے کے لیے بھجوائی ہے، آپ کا بہت شکریہ!......لیکن محترم ہمیں تو امن کی ضرورت ہے امن کی تلقین کی نہیں۔ امن کی تعلیم و تلقین تو اس سے کہیں بہتر اور برتر شکل میں ہماری نصابی کتب میں موجود ہے۔ ہم زخم خوردہ ہیں، جب سے ہمسایہ ملک افغانستان میں امریکا براجمان ہوا ہے ہمارا ملک اور معاشرہ بم دھماکوں، خودکش حملوں، تشدد، اور نفرت کے رویوں کا شکار ہے۔ پاکستان میں دینی مدارس، علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں کو بھی مسلسل تشدد، عدم برداشت اور نفرت انگیز رویوں کا سامنا ہے۔ کہیں کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہو جائے تو بغیر کسی ثبوت کے دینی مدارس کو مطعون کرنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ صرف کراچی میں بیسیوں نامی گرامی علماء کرام کو بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ مقتول مذہبی کارکنوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ بلوچستان اور کراچی بڑی طاقتوں کی تزویراتی جنگوں کے محور بن چکے ہیں۔ میانمار سے کشمیر تک، عراق و شام سے لے کر افریقی ممالک تک ہمارے ہی ہم مذہب دہشت گردی کا شکار ہیں۔ اور کون نہیں جانتا کہ ان جنگوں میں امریکا کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ کوئی شخص زخموں سے چور ہو اور دوسرا شخص اس کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے دواؤں کے طبی فوائد پر گفتگو شروع کر دے تو یہ بات قرین انصاف نہیں ہوگی۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کتاب (امن کی تعلیم اور اسلام) کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے امریکی ارکان کانگریس، وزیروں، مشیروں اور پالیسی ساز اداروں میں بھجوائیں، تاکہ وہ اسلام کے پیغام امن سے آشنا ہو سکیں۔ آپ درخواست کریں کہ امریکا دوسرے ملکوں میں مداخلت کرنا چھوڑ دے تو عدم برداشت اور نفرت کے رویّے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ یاد رکھیے جب تک بڑی طاقتوں کی طرف سے ناانصافی، تشدد، جارحیت، کمزور اقوام کو دبانے، دوسری اقوام کے دین و مذہب، نصاب و نظام تعلیم اور معاشرتی قدروں میں مداخلت کی روش ختم نہیں ہوگی امن ایک خواب ہی رہے گا۔ امن تحکّم اور تجبُّر سے نہیں آئے گا بلکہ بڑی طاقتوں کے اپنے استعماری عزائم سے دَست بردار ہونے سے ہی آئے گا۔

اچھا ہوا کہ آپ نے ہمیں خط لکھا اور ہمیں اپنی بات کہنے کا موقع مل گیا۔

فقط

(شیخ الحدیث مولانا) سلیم اللہ خان مدظلہم

صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

تائیدی دستخط

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم

نائب مرکزی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت مولانا انوار الحق مدظلہم

نائب مرکزی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

خطاب خاص

خواتین اپنے گھروں میں تعلیم دیں

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہٗ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولانا محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا، اما بعد!

۵۲ بچیوں کے ختم قرآن پر اظہار مسرت:

اللہ رب العالمین کا بڑا فضل وکرم ہے کہ ہماری ۵۲ ہونہار بچیوں نے پرائمری کی پانچویں جماعت کے ساتھ آج قرآن کریم کا ناظرہ ختم بھی پورا کیا ہے، اور ایک پاؤ پارہ حفظ بھی کیا ہے، بچیوں کا قرآن سن کر اندازہ ہوا کہ الحمدللہ ان کی معلمات نے ان پر بڑی اچھی محنت کی ہے، ان کی تلاوت اور الفاظ کی ادائیگی سن کر بہت خوشی ہوئی، ان شاء اللہ ناظرہ قرآن کی یہ تعلیم پوری زندگی ایک رہنما کے طور پر ان بچیوں کے ساتھ رہے گی۔

قرآن کریم پڑھنے سے ایمان محفوظ ہوجاتا ہے:

ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جو بچے یا بچیاں بچپن میں کسی مکتب میں کسی معلم سے یا کسی معلّمہ سے قرآن کریم پڑھ لیتی ہیں ان کا ایمان محفوظ ہوجاتا ہے، وہ بعد میں کسی بھی ماحول میں چلی جائیں، کسی بھی شعبہ تعلیم سے وابستہ ہوجائیں، کالجوں میں چلی جائیں، یونیورسٹیوں میں چلی جائیں، مسلمان ملکوں میں رہیں یا غیر مسلم ملکوں کے غیر مسلم ماحول میں چلی جائیں تو اعمال میں ہوسکتا ہے کہ خرابیاں پیدا ہوجائیں لیکن ان کا ایمان کہیں نہیں جاتا، یہ بہت بڑی دولت ہے جو ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم سے ملتی ہے اور حفظ سے تو اور زیادہ ملتی ہے۔

بچپن میں قرآن پڑھنے والوں کی سوچ اور گفتگو کا انداز:

ہمیں پاکستان کے بڑے بڑے حکام، وزراء، گورنروں، صدور اور وزراء اعظم سے واسطہ پیش آتا رہتا ہے،